ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.3 2022

پاکستانی ڈرامہ سیریز اور پاکستانی نوجوانوں پر اس کے اثرات کے بارے میں ایک وضاحتی مطالعہ

A DESCRIPTIVE STUDY ABOUT PAKISTANI DRAMA SERIES AND ITS IMPACT ON PAKISTANI YOUTH

Muhammad Ashfaq

Department Of Urdu,

University Of Okara

Abstract:
After the advent of private TV drama channels, useless serials are being aired on our TV screens. If we count plays today, we will soon count all plays. But so much extravagance in the drama industry is bad it came at the cost of declining quality of TV dramas. This paper examines how quality can be brought back in Pakistani dramas and what are the main factors behind the popularity of PTV dramas.
Keywords: Pakistani Drama,PTV drama,Pakistani Channals

تعارف:

ایشیا میں پاکستانی ڈراموں کا جوش۔ پرکشش کردار اور تقریباً ایک ہی قسم کی کہانیاں سامعین کے دلوں اور روحوں کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہیں۔ رومانوی مثلث، ساس سسر اور شرمیلی ہیروئنیں ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے ہمارے ذہنوں کو اتار رہی ہیں۔

پاکستان میں ٹیلی ویژن کا آغاز 1964 سے ہوا اس دن سے ڈرامہ دیکھنا ہماری ثقافت کا حصہ بن گیا۔ جب پی ٹی وی کا آغاز ہوا تو اس کا واحد مقصد تعلیم، آگاہی اور تفریح تھا۔ چنانچہ جب ہماری ڈرامہ ٹرانسمیشن شروع ہوئی تو ان کا بنیادی مقصد میڈیم کے تمام مذکور افعال پر عمل کرنا تھا۔ اشفاق

احمد، آغا ناصر، یاور حیات، فاطمہ ثریا بجیا، حسینہ معین اور بہت سے قابل ذکر نام پاکستان کے مقبول ثقافتی منظر نامے کا ایک ناقابل تسخیر حصہ بن گئے۔)ناصر،(2012
وقت کی تبدیلی اور میڈیا کی نجکاری 2000 میں ہوئی۔ انٹرٹینمنٹ چینلز قائم کیے گئے اور ڈراموں کے مواد، اداکاری اور ثقافت کی پیشکش کے حوالے سے بڑے پیمانے پر پروڈکشن کے معیار کے مطابق سمجھوتہ کیا گیا۔ یہ تحقیق اس رجحان کو اجاگر کرے گی جو وقت کی ضرورت ہے۔

ادب کا جائزہ:

ٹیلر، 2005 نے مطالعہ کیا کہ میڈیا لوگوں کے ماننے کے پیچھے بنیادی وجہ ہے۔ میڈیا پر جو بھی مواد موجود ہے جسے لوگ آہستہ آہستہ اپناتے ہیں اور معاشرے کے معمول میں بدل جاتے ہیں۔) ٹیلر، ایل ڈی،(2005 ۔

فٹزجیرالڈ کے مطابق، 2010 میں میڈیا پر پیش کی گئی چیزیں افراد کے سماجی وجود کو ظاہر کرتی ہیں(Fitzgerald, M. R, 2010) ۔

Gerbnerنے مطالعہ کیا، 2008 میں مطالعہ کیا گیا کہ ٹیلی ویژن ڈرامہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ معاشرے میں قدرتی ماحول میں کیا ہو رہا ہے۔ اس وقت ٹیلی ویژن معلومات کا بنیادی ذریعہ بن گیا ہے(Gerbner, G., Gross, 2008) ۔

بندورا، 1986 نے اپنے مطالعے میں پایا کہ ٹیلی ویژن کا مواد معاشرے کا آئینہ بن جاتا ہے لوگ اپنے مسئلے کو میڈیا سے جوڑ سکتے ہیں اور کبھی کبھی وہ ٹیلی ویژن سے حل چاہتے ہیں۔ آج کل ہماری تفریحی صنعت ایسے کردار دکھاتی ہے جو ہمارے اصولوں میں قابل قبول نہیں ہیں یا ہم اسے ممنوع قرار دیتے ہیں۔) بندورا اے،(1986

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.3 2022

مصطفیٰ شرجیل نے 2014 میں اپنے مضمون میں روشنی ڈالی کہ نوے کی دہائی میں ہماری ڈرامہ انڈسٹری فرضی طور پر ایشیا کی بہترین صنعتوں میں سے ایک تھی۔ ہمارے تیرہ اقساط پر مشتمل ڈرامہ سیریلز کی بالادستی کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ گلیمر کے بغیر، بدنیتی پر مبنی اور مار پیٹ والی خواتین

بلال اور ڈاکٹر ریاض، 2013 نے اپنے مطالعے میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ پاکستان میں ٹیلی ویژن کی آمد کے بعد سے ہمارے ڈرامہ سیریل نے کافی شہرت حاصل کی۔ تاہم ہمارے ڈرامے صرف خواتین ہی نہیں لکھتی ہیں بلکہ ہمارے ڈراموں کی اکثریت خواتین کی ہوتی ہے۔ قومی اور نجی چینلز پر ڈرامہ خواتین کی ثقافت کو فروغ دیتا ہے۔ ضیاء الحق کے دور کے بعد یہ رجحان قائم ہو گیا ہے کہ عورتیں معاشرے کی نا انصافیوں کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتیں۔)بلال زبیدی، ڈاکٹر ریاض،(2013

حسن، 2008 نے اپنی تحقیق میں بتایا کہ اب ایک دن کے پرائم ٹائم کے دوران

رات 8:00 بجے سے رات 10:00 بجے تک مختلف عمر کے خطوط وحدانی، جغرافیائی علاقے، ثقافت اور تعلیمی سطح کے حامل تقریباً ہر قسم کے افراد ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں)حسن،(2008 ۔

نواز نے 2006 کا مطالعہ کیا کہ میڈیا کے چار کام خبر دینا، تعلیم دینا، رہنمائی کرنا اور تفریح فراہم کرنا ہیں لیکن ڈرامہ اور بالخصوص ٹیلی ویژن انڈسٹری میڈیا کے چار کام پورے کرنے میں ناکام ہے۔ تفریحی صنعت ثقافت کو منتقل کرتی ہے اور یقین کو تبدیل کرتی ہے اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ پالیسی سازوں کے ہاتھ میں ہے کہ وہ ٹیلی ویژن کے طاقتور میڈیم کے ذریعے معاشرے کے اصولوں کی اصلاح کیسے کرتے ہیں۔ دانشور طبقہ آج کل کے ڈراموں پر تنقید اس لیے کرتا ہے کہ یہ ڈرامے بعض اوقات حد سے گزر جاتے ہیں اور غیر اخلاقی باتیں پیش کر دیتے ہیں جو ہمارے معاشرے میں قابل قبول نہیں۔) نواز،(2006 ۔

باندورا، 2006 کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ڈرامہ دیکھنے والوں کی تعداد مردوں کی آبادی سے زیادہ ہے۔ ٹیلی ویژن مارکیٹنگ کا عملہ اس حقیقت سے واقف ہے اور اسی لیے وہ خواتین سامعین کو پکڑنے کے لیے پرکشش مواد تیار کرتے ہیں۔ اس وجہ سے زیادہ تر صابن اوپیرا میں خواتین کو مرکزی کردار میں دکھایا گیا ہے جہاں خواتین کے لیے بڑی کامیابی شادی کرنا اور بچے پیدا کرنا ہے۔) بندورا،(1986 ۔

گیسٹ، بنس کے مطابق، 2006 ٹیلی ویژن روایتی صنفی دقیانوسی تصورات کو پیش کرنے کا ذمہ دار ہے کیونکہ یہ غالب سماجی اقدار کی عکاسی کرتا ہے۔) گریگ گیسٹ، ارون بنس،(2006

تیسرے عالمی مشاعرہ میں امجد اسلام امجد نے اپنے انٹرویو میں کہا کہ وہ معیاری لکھاری آج نایاب ہو گئے ہیں۔ ڈرامے والے ایسی پروڈکشن بیچ رہے ہیں جو مارکیٹ میں آسانی سے فروخت ہو سکیں۔ اس حوالے سے ہمیں معاشرے میں زبردست تبدیلی کی ضرورت ہے۔) ڈان اخبار، صفحہ4 ،(2010

ڈرامے پر دستیاب تمام لٹریچر سے بڑھ کر ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ ڈرامے کے معیارات کو مواد اور پروڈکشن کے ذریعے پرکھا جانا چاہیے جو اس مقالے میں تنقیدی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

طریقہ کار:

یہ تحقیقی مقالہ ڈرامہ انڈسٹری کی کئی جانی پہچانی شخصیات کے گہرائی سے انٹرویوز سے جمع کیے گئے ڈیٹا پر مبنی ہے۔ کوالٹیٹو ریسرچ کے طریقے ڈیٹا اکٹھا کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ موضوع کی وسعت کی رکاوٹ کو حاصل کرنے کے لیے مصنف نے گیسٹ، بنس، اور جانسن (2006) کے مطابق نمونے کا سائز لیا، ان کے مطابق ڈیٹا کی سیچوریشن باقاعدہ گروپوں میں تقریباً 12 شرکاء کے مطابق ہوتی ہے۔ تو بے ترتیب کے مطابق

نمونے لینے کے لیے ڈرامہ انڈسٹری سے 12 شرکاء کا انتخاب کیا گیا۔ گہرائی سے انٹرویو کے لیے ذاتی ملاقاتیں اور تفصیلی ٹیلی فونک انٹرویو کا فارمیٹ منتخب کیا گیا ہے۔ اعداد و شمار کے اختتام کے لئے، موضوعاتی تجزیہ کا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.3 2022

مطالعہ کی حد:

اس مطالعہ کو گہرے انٹرویوز کے ذریعے چھوٹے نمونے کے سائز کے ساتھ ہدایت کی گئی تھی۔ مختلف طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے ایک ہی قسم کا مطالعہ بڑے نمونے کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

بحث:

یہ بحث موضوعی تجزیہ کی بنیاد پر (1998) Boyatzis, R. کے مطابق پیش کی گئی ہے۔ شرکاء کے گہرائی سے انٹرویوز سے دریافت ہونے والے اہم موضوعات کو درج ذیل مرکزی موضوعات میں اور پھر ذیلی موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

A- مواد

میں- اسی طرح کی کہانی کی لکیریں۔

ii- سنسنی خیزی

iii- درجہ بندی اور ٹی آر پی

B- اداکاری

C- سماجی پریزنٹیشن

میں- گلیمرائزیشن

ii- کریکٹر سٹیریو ٹائپنگ iii- ہندوستانی اثر و رسوخ

A- مواد:

میں- اسی طرح کی کہانی کی سطریں:

کسی بھی ڈرامے کے مواد کی مضبوطی اس کے تھیم پر منحصر ہوتی ہے۔" محبت زندگی کا پھول ہے "یا" زندگی گلاب کا بستر نہیں ہے "جیسے پیچیدہ تھیم میں ہمارے معاشرے میں چھپے کثیر جہتی مسائل کو تھیم میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ فی الحال پاکستانی ڈراموں کے موضوعات ختم ہو چکے ہیں یا وہ زیادہ تر تفریحی چینلز کے مارکیٹنگ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے دی گئی کہانی پر مبنی ہیں۔ ایک تھیم سے محروم ڈرامہ کے مضحکہ خیز ہونے کا خطرہ ہے۔ لوگ آسانی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگلے سین یا ایپیسوڈ میں کیا ہونے والا ہے۔ انٹرٹیمنٹ چینل کے کاروبار اور منافع کو برقرار رکھنے کے لیے مارکیٹنگ کا عملہ بار بار تھیمز فراہم کرتا ہے جو نہ صرف ناظرین کو متاثر کرتا ہے بلکہ ڈرامے کے گرتے ہوئے معیار میں بھی معاون ہوتا ہے۔

ہماری کہانیاں زیادہ تر وقت اوپری کے مغرور رکن کے بارے میں گھومتی ہیں۔

کلاس، اچھی طرح سے بدسلوکی کرنے والی لڑکیاں، ہانٹ ٹائپ پریمی، مایوپک باپ، بدسلوکی کرنے والی عورت اور فتنہ پروری کرنے والی۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ ہم اپنے ٹیلی ویژن ڈراموں، ان کے مقامات، شاندار اداکاری، ڈائریکشن اور نمایاں طور پر پہلی سے آخری قسط کے دوران سٹوری لائن کے بارے میں شاندار ہیں۔ اب ہم ہر وقت ٹوٹے ہوئے گھر دکھاتے ہیں۔ ایک مضبوط ڈرامے کی بنیاد اس کی رسیلی یا کچی کہانی اور واضح پلاٹ پر پڑتی ہے لیکن ہماری انڈسٹری کلچ کی پابند ہے اور منافع حاصل کرنے کے لیے وہ ان یقین سے آزاد ہونے کی کوشش بھی نہیں کر رہی۔ بعض اوقات چینل مارکیٹنگ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اسٹوری لائنز طے کی جاتی تھیں۔ آج کل یہ بھی عام بات ہے کہ کسی بھی تفریحی چینل کے کنٹینٹ ماسٹرز کامیاب فلم یا ڈرامے کی کہانیوں کو نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ امجد) ٹیلیفونک گفتگو، لاہور، 3 جولائی، 2017)۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.3 2022

فی الحال ہمارے ڈائریکٹر ڈائجسٹ سے پروڈکشن کے لیے مشہور کہانیوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہ کہانیاں پہلے ہی عوام میں پذیرائی حاصل کر رہی ہیں اس طرح یہ شہرت کو یقینی بناتی ہیں۔ اس منظر نامے میں صرف چند ناول پر مبنی ڈرامے لوگوں کی نظروں میں پذیرائی حاصل کرتے ہیں جن میں سے اکثر قارئین کو شدید مایوس کرتے ہیں۔ یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ہمارا ڈائجسٹ بھی محدود رومانوی پلاٹوں سے بھرا ہوا ہے لہذا زیادہ تر ڈرامہ کہانی بار بار بورنگ آئیڈیاز کے ساتھ آتی ہے۔
سید) ٹیلی فونک انٹرویو، کراچی، 18 اگست(2017۔

اس کے باوجود نوجوان ہدایت کار اور اسکرین پلے رائٹرز کا دعویٰ ہے کہ پرانے دنوں پر تیار ہونے والا ہر ڈرامہ ایک مہاکاوی نہیں ہوتا۔ ان کے بقول تیس سالوں کے دوران پی ٹی وی پر بے شمار ڈراموں میں سے صرف پندرہ سے بیس ڈراموں کو ہی ہم کلاسک کہہ سکتے ہیں۔ آج صنعت بہت وسیع ہو گئی ہے جیتنے والا گھوڑا اتنی آسانی سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ لہٰذا، اگر آپ ان نام نہاد ان متذکرہ کلاسک کا موازنہ ناقابل فراموش سے کرتے ہیں تو یہ آپ کی غلطی ہے، ہم اتنے کم وقت میں اتنا اچھا کر رہے ہیں۔ پی ٹی وی شہنشاہ نہیں تھا۔ آس) ذاتی انٹرویو، کراچی، 10 اکتوبر،(2017

ii- سنسنی خیزی

یہ حقیقت پسندانہ ہے کہ پاکستانی ڈرامہ انڈسٹری اپنے منفرد خیالات سے سامعین کو حیران کرنا چاہتی ہے۔ اس مسابقتی دور میں ان کی حکمت عملی درست ہے لیکن سامعین کی توجہ حاصل کرنے کے لیے وہ ممنوعہ مسائل کو چھوتے ہیں جو ہمارے معاشرے میں انتہائی معمولی سطح پر موجود ہیں۔

پاکستانی خبروں میں حد سے زیادہ سنسنی خیزی کا رجحان، اسی طرح پاکستانی ڈراموں نے اہم مسائل کو نظرانداز کرتے ہوئے غیر ازدواجی تعلقات، بہنوں کی دشمنی، سوتیلے تعلقات جیسے مسائل کو اجاگر کرنے کا فیصلہ کیا۔ میں یہ مسائل اہم نہیں ہیں۔

ہمارا معاشرہ .افسوسناک نفسیاتی مریض جو اپنی کزن یا پڑوسی سے شادی کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اسے مسلسل تشدد کا نشانہ بناتا ہے، ڈرامے جو بدتر منظر نامے میں 'طلاق 'کی سنگینی اور سنگین نتائج کو اجاگر کرتے ہیں، ریپسٹ کے کردار کو ایک' مہذب 'انسان کے طور پر کم کرتے ہیں اور شوہر اپنی بیوی کو دھوکہ دیتا ہے۔ صنعت میں تازہ ترین رجحان بن گیا جو کسی بھی وجہ سے جواز نہیں بن سکتا۔ معین) ذاتی انٹرویو، کراچی، 15 اگست(2017

پہلے تھیٹر، ریڈیو اور فلم سے ذہانت ٹیلی ویژن تک پہنچی تھی اسی لیے 1970 سے 1995 تک پی ٹی وی نے شاندار کام کیا۔ 2000 کے دور میں ٹیلی ویژن انڈسٹری کی نجکاری ہوئی۔ پی ٹی وی کی سکرین پورے پاکستان پر مشتمل ہے دوسری طرف پرائیویٹ چینلز صرف قابلِ فروخت پاکستان دکھانا چاہتے ہیں، خواہ یہ فعل معاشرے کی اخلاق اقدار اور ثقافت کو کتنا ہی پارہ پارہ کر دے۔ نتیجتاً، پرائیویٹ انڈسٹری اپنی مرضی سے ڈرامے کو بی کلاس کر دیتی ہے۔ آج کا ڈرامہ دیکھ کر ہمیں یہ تاثر ملے گا کہ پاکستان میں کوئی بھی عورت اپنے بہتر نصف سے سچی نہیں ہے۔ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ گھر میں سب سے بڑی بہو ماں جیسی ہوتی ہے لیکن پچھلے پانچ سالوں میں ایسا کوئی ڈرامہ نہیں ہوا کہ اسے ماں کے کردار میں دکھایا جائے اور وہ ہمیشہ اس کے ہر کسی کے ساتھ ناجائز تعلقات کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ ہم اپنے معاشرے میں کیا سکھا رہے ہیں؟ اس قسم کے ڈرامے ریٹنگ بڑھاتے ہیں لیکن مواد اور ثقافت کے حوالے سے معیار کو برقرار نہیں رکھ سکے۔ پاشا) ذاتی انٹرویو، کراچی، 20 اگست(2017

iii- درجہ بندی اور ٹی آر پی

ٹی آر پیز) ٹیلی ویژن ریٹنگ پوائنٹس (اور پاکستانی ڈرامہ انڈسٹری ایک ہی سکے کے دو رخ بن گئے ہیں۔ اگرچہ ان ریٹنگز کی قابل اعتمادی، بھروسا اور فزیبلٹی قابل بحث ہے لیکن کوئی پروڈیوسر، ڈائریکٹر، مصنف یا اداکار بھی ان ریٹنگز کی توہین نہیں کر سکتا۔ یہ Trps پروڈیوسروں اور ہمارے ڈرامہ کے معززین کو بہت زیادہ منافع کماتے ہیں۔ اس ترتیب میں کوئی بھی نقصان نہیں چاہتا۔ کسی بھی صنعت کی کمرشلزم اچھی ہوتی ہے لیکن ہر بڑی کامیابی بڑی ذمہ داری کے ساتھ آتی ہے۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا جب گلیمر، سرمایہ اور پہچان ٹیلی ویژن کی دنیا میں آئے بہت سے لوگ جن کا حتمی نقطہ نظر اس شعبے میں منافع حاصل کرنا ہے۔

TRPsکا یہ نظام واضح طور پر ہماری توجہ اور دیکھنے کے انداز کو تفریحی چینلز پر منتقل کر رہا ہے۔ فی الحال، ناظرین کی رائے حاصل کرنے کا واحد رسمی طریقہ TRPs ہیں۔ Trpsپیائش کی بنیاد پر پروڈیوسر، مشتہرین اور مواد کے سربراہ فیصلہ کرتے ہیں کہ لوگ کیا دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ لوگ فارمولہ قسم کو پسند کرتے ہیں۔

ڈرامے جیسے فارمولا فلمیں تو ڈرامہ انڈسٹری کے لوگ ان حدود میں رہ کر کام کرنے کے پابند ہیں۔ فضل) ٹیلیفونک انٹرویو 10 ستمبر(2017

تفریحی چینلز خود کو TRPs کے پرسکون اثر سے آزاد نہیں کر سکتے۔ جس کی وجہ سے ان چینلز نے اکیسویں صدی کی ضرورتوں اور مقاصد کے حصول کے لیے اپنا میڈیم استعمال نہیں کیا۔ ان Trps میٹر ریٹنگز نے بہت سے ذہین لوگوں کی صلاحیتوں کو دبا دیا ہے۔ بی ریٹیڈ ڈرامہ ٹرانسمیشن کی وجہ سے نہ صرف کچھ فرد کو نقصان ہوا بلکہ قوم کو بھی نقصان اٹھانا پڑا۔ آج کے ٹی وی ڈراموں میں خواتین کو کمزور اور بے بس یا سنڈریلا ٹائپ کردار میں پیش کیا جاتا ہے جبکہ ماضی میں عورت کی جدوجہد کو ہمیشہ مثبت انداز میں دکھایا جاتا تھا۔

ریٹنگ گیم ٹی وی پر شائستگی کو ختم کر رہی ہے۔ یہ ناجائز اور ممنوع مسائل کی تعریف کر رہا ہے۔ ریٹنگ کی وجہ سے ہم اپنے ہی معاشرے کی طاقت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

B-اداکاری:

ایک اچھے اداکار کی تعریف یہ ہے کہ اگر وہ ہمیں یہ یقین دلاتا ہے کہ وہ اس کا شکار ہے جس سے اس کا کردار گزر رہا ہے۔ اداکار ہمیں کئی طریقوں سے حیران کر سکتے ہیں۔ پی ٹی وی کے سنہرے دور کے زیادہ تر اداکار متعدد کردار ادا کرتے ہوئے صاف گوئی سے ہمیں حیران کر دیتے ہیں۔ ایک اچھے اداکار کی خوبی یہ ہے کہ وہ ڈائریکٹر کی ہدایات پر کتنی اچھی طرح عمل کرتا ہے۔ اب آئے دن کچھ اداکارائیں انا میں ملوث ہیں لیکن وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ چہرے کی قدر ان کا اداکاری کیریئر زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکی۔ نجی ٹی وی چینلز کی ایک دہائی میں بہت سے اداکار آئے اور چلے گئے لیکن وہ اپنے کام کی نشان دہی کرنے میں ناکام رہے۔

اچھے اداکار اپنی آواز کو استعمال کرنے اور اپنے جسم کو کنٹرول کرنے کے طریقے سے واقف ہیں۔ اس کا ناگزیر مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لمبا، پتلا اور خوبصورت چہرہ ہونا چاہیے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ متاثر کن طریقوں سے حرکت کرنے اور بات کرنے کے طریقے کی نشاندہی کرتے ہیں۔ خان) ٹیلیفونک انٹرویو، 31 اکتوبر(2017

آج ریہرسل کی کمی کا اسکرین پر آسانی سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ غلط فٹ نوٹ اور الگ الگ سین یا ڈائیلاگ ریکارڈنگ ہماری خراب اداکاری کی بڑی وجہ ہیں۔ آج کا اداکار ایسا لگتا ہے جیسے وہ اپنے خیال یا احساس کو پہنچانے کے بجائے یادگار لائنیں پڑھ رہے ہوں۔ اکثر وہ اپنی آواز کے لہجے میں خاطر خواہ جذبات کا اظہار نہیں کرتے یا بعض اوقات وہ جذبات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ ان کے چہرے کے تاثرات، باڈی لینگویج اور ٹائمنگ ایک دوسرے کے ساتھ نہیں ملتی۔ ایک عنصر جسے خراب اداکاری کے لیے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا وہ یہ ہے کہ اسے اسکرپٹ فراہم کیا جاتا ہے جو سامعین کو مطمئن کرنے کے لیے کافی مردہ ہے، پھر اس حالت میں یہ واقعی اس کی غلطی نہیں ہے۔ شاہد

)ذاتی انٹرویو، کراچی، 22 ستمبر(2017

C-سماجی پیشکش:

میں- گلیمرائزیشن

اگرچہ گلیمر کا میڈیا کے ساتھ نان اسٹاپ تعلق ہے لیکن کسی بھی وقت پابندی ضروری ہے۔ اس وقت پاکستانی ڈرامے غیر معمولی اور غیر حقیقت پسند ہو رہے ہیں۔ ایک غلط فہمی ہے کہ چیزوں کو گلیمرائز کرنے کے لیے آپ کو ممکنہ کامیابی حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ بڑے گھروں، لگژری کاروں، جاگیرداروں اور ایک اچھی طرح سے برقرار رکھنے والا سماجی مرکز دکھانا جو عام لوگوں میں ہوس کو بھڑکاتا ہے۔ کبھی کبھی ڈرامہ انڈسٹری جرائم کو گلیمرائز کرنے کی کوشش کرتی ہے جو ہمارے لیے ٹھیک نہیں ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.3 2022

'بشر مومن'،' نولکھا'،' خان'،' میرا سیاں'،' خانی 'جیسے ڈراموں میں سب ہی گلیمرائزڈ ہیں اور دولت کو دکھایا گیا ہے کہ بشریا خان جیسا کوئی بھی برا کیسے ہو سکتا ہے، پھر ایک عورت یا عورت کی محبت اس کی زندگی بدل دیتی ہے۔ زاویہ میں تبدیل .یہ صرف ایک مثال ہے لیکن وہ بار بار ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ خاور) ٹیلیفونک انٹرویو، 30 اگست(2017

پہلے جب ہماری گلیمرس اداکاراؤں اور اداکاروں کو اپنے اسٹائل، میک اپ اور لباس پر سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ ایک مخصوص کردار جس کی وہ ڈرامے میں تائید کر رہے ہوتے ہیں وہ انہیں گلیمرس نظر آنے کی اجازت نہیں دیتا لیکن اب یہ اداکار ہم سے کردار میں سپر ماڈل کی طرح نظر آنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ گھریلو ملازموں کی .احمد)ذاتی انٹرویو، کراچی، 2 ستمبر،(2017

چونکہ ہم سب جانتے ہیں کہ ٹیلی ویژن ایک مختلف میڈیم ہے اس لیے ڈراموں میں کرداروں کا نقطہ نظر اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ ان کی ڈائیلاگ ڈیلیوری اور باڈی لینگویج۔ اس لیے ہدایت کار اسکرینوں کو خوبصورت بنانے کے لیے ہر کردار کو ہلکے میک اپ، اچھے ہیئرسٹائل اور بہترین لباس میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پاکستانی شائقین کا ذائقہ بدل گیا ہے وہ اپنی اسکرینوں پر مسالے اور گلیمر کو پسند کرتے ہیں اور ایسا اس لیے ہوا کہ دس سال کے عرصے تک بھارتی ڈراموں نے ہمارے ناظرین کے دل جیت لیے۔ ہم ان کی توجہ دھیرے دھیرے اور مستحکم کرتے ہیں لہذا ہمیں اپنی اسکرین کو خوبصورت بنانے کی ضرورت ہے اور اس میں تھوڑا سا گلیمر شامل کرنا ہوگا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم غیر قانونی کاموں کے جرم کی تعریف کریں گے۔ پاشا) ذاتی انٹرویو، کراچی، 20 اگست(2017

ii- کریکٹر سٹیریو ٹائپنگ:

آج کل آن ایئر ہونے والے زیادہ تر ڈراموں میں خواتین کو کمزور اور بے بس دکھایا گیا ہے۔ خواتین کو مسلسل قربانی دینے والی کٹھ پتلیوں کے طور پر دکھایا گیا ہے جو ہر طرح کی زیادتی، الزام اور تذلیل برداشت کرتی ہیں کیونکہ ایک اچھی پاکستانی عورت سے یہی توقع کی جاتی ہے۔ اس تصور کو ہمسفر، میری بےوفا وغیرہ ڈراموں کے ذریعے شاندار طریقے سے پیش کیا گیا۔

آج کل تقریباً تمام اسکرپٹ خواتین کی زندگی پر مبنی اور گھومتی ہیں، ان کی کہانی، پلاٹ یا مقصد ایک ہی ہے۔ وہ تقریباً ہر کہانی میں خواتین کی ایک ہی روایتی تصویر پیش کرتے ہیں۔ پاکستانی ڈراموں نے اپنے آپ کو صرف حقوق نسواں کے مسائل پر چسپاں کیا ہے اور بچوں، نوجوانوں اور مردوں سمیت ایک بڑی تعداد کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

موجودہ ڈرامہ سیریل خواتین کی نمائندگی کرنے میں اتنے سحر زدہ ہیں جیسے ظالم ساس، مظلوم باہو، جھگڑالو نند اور یہاں تک کہ پاکستانی ڈراموں کے ٹائٹل بھی کمزور خواتین کے پوسٹر بن جاتے ہیں یعنی میری سہیلی میری بھابھی، سسرال میرا اور میری بہن کا سسرال اور ان تمام ڈراموں کے پاس کوئی بات نہیں ہے۔ سوائے ماؤں، بیٹیوں اور بہوؤں کے درمیان جھگڑوں کے۔ باری خان) ذاتی انٹرویو، کراچی، 13 ستمبر(2017

iii- ہندوستانی اثر و رسوخ:

جدید تفریح اور ٹی آر پی کی وجہ سے ہمیں آج کے ڈراموں میں ہر قسم کے بے معنی مواد سے پردہ اٹھانا پڑتا ہے۔ حمل، اسقاط حمل، ایکسٹرا مارشل افیئر، ناجائز بچے، ریپسٹ کے ساتھ محبت میں پڑ جانا، فراری وغیرہ پرائم ٹائم کے دوران ہر قسم کی کہانی نشر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ قابل احترام رشتے بھی سوالیہ نشان بن جاتے ہیں۔ یہ سب ہندوستانی مواد کی نقل کی وجہ سے ہے۔

کبھی کبھی لڑکی اپنے بہنوئی سے پیار کرتی ہے اور اسے اپنا جیون ساتھی بنانے کے لیے طرح طرح کے حربے اور غیر منصفانہ طریقے استعمال کرتی ہے۔ کچھ ڈراموں میں دکھایا گیا ہے کہ نوکرانیوں کو جسمانی لذت اور اطمینان کی اشیاء کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ اس تمام غیر منطقی پن کی چند مثالیں ہیں جن سے ہم ڈراموں کی شکل میں محظوظ ہو رہے ہیں۔ یہ ٹرینڈ انڈین سیٹلائٹ چینلز نے ترتیب دیا تھا لیکن اب پاکستانی ڈرامہ انڈسٹری آنکھیں بند کر کے اس پر عمل پیرا ہے۔ یہ پروڈیوسر کے مطابق

کی وجہ سے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک ایسی کہانی چاہتے ہیں جو آسانی سے فروخت ہو سکے جب وہ دیکھتے ہیں کہ کوئی بھی ہندوستانی ڈرامہ یہاں مقبول ہوتا ہے تو وہ اسے ہماری ثقافت کے مطابق اپنانے کی کوشش کرتے ہیں یہ فارمولہ زیادہ تر وقت کامیاب ہوتا ہے اور ہندوستانی مواد کی فہرست یا آپ کو۔ کہہ سکتے ہیں کہ ثقافت سے متاثر ڈرامہ جاری رہتا ہے۔ شاہ) ذاتی انٹرویو، کراچی، 18 جولائی، (2017 نتیجہ:

ترتیب میں گہرائی سے انٹرویو کے ذریعے جمع کردہ ڈیٹا کی بنیاد پر

آج کے ڈراموں کے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے چند قابل ذکر تجاویز ہیں:

جب آپ ڈرامے میں سماجی مسئلے کو پیش کررہے ہیں تو تحقیق ضروری ہے۔

ڈرامہ شہزادی اور شہزادے کے درمیان رومانوی پریوں کی کہانی کا نام نہیں ہے۔

بہت سارے ولن اور ویکسن کے ساتھ۔

ڈرامہ کو تعلیمی سطح پر پڑھایا جائے۔

ہندوستانی مواد کو کاپی کرنا کامیابی کی ضمانت نہیں دیتا۔

انڈسٹری میں اچھے مکالموں اور اسکرپٹس کی شدید کمی ہے۔

ڈرامہ نگار معاشرے میں موجود قوانین کے حوالے سے سٹیریوز کو توڑ کر تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔

ڈرامہ ٹی آر پی اور مارکیٹنگ ٹیم کے دباؤ سے آزاد ہونا چاہیے۔

ہماری ڈرامہ انڈسٹری کو ڈرامہ کو مختلف شکلوں میں پیش کرنے کی ضرورت ہے جیسے سوانح عمری، ہارر، اسرار، نوعمر ڈرامہ یا سیاسی افسانے وغیرہ۔

ڈرامہ انڈسٹری کو ذمہ داری کا احساس کرنا چاہئے اور غیر ضروری گلیمر سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے لوگوں کے ذہنوں میں لالچ پیدا ہوسکتا ہے۔

ہمیں کلاسک اردو ادب سے کہانیاں نکالنے کی ضرورت ہے۔

آج کے ڈرامے کی پروڈکشن صرف دو بیڈروم اور ڈائننگ روم کی کہانی تک محدود ہے۔ ہم ان کے مقامات کو وسیع کر سکتے ہیں یا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس سیٹنگ ہے۔

مثال کے طور پر جنجال پورہ جو کئی سیٹنگز کے ساتھ نشر ہوا لیکن ایک سین میں بھی گرفت نہیں کھوئی۔

ہمیں اچھے اداکاری کے اسکولوں کی ضرورت ہے۔

عصمت دری، جنسی تشدد، اور ماورائے ازدواجی معاملات جیسے جرائم کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا ناقابل برداشت ہے۔ اگر آپ کسی ممنوع مسئلے کو چھونا چاہتے ہیں تو یہ پرائم ٹائم پر آن ایئر نہیں ہو سکتا۔

حوالہ جات

عامرہ شاہد) پروڈکشن انچارج بول انٹرٹیمنٹ(، پرسنل کمیونیکیشن، 22 ستمبر 2017 کو بول نیٹ ورک آفس، کراچی میں

امجد اسلام امجد) شاعر، کالم نگار، اسکرپٹ رائٹر(، ٹیلی فونک کمیونیکیشن، 3 جولائی، 2017

آمنہ نواز خان) ٹی وی ڈائریکٹر(، ٹیلی فونک کمیونیکیشن، 31 اکتوبر، 2017 اصغر ندیم سید) شاعر، اسکرپٹ رائٹر(، ٹیلی فونک کمیونیکیشن، 18 اگست، 2017

ایوب خاور) ڈائریکٹر، رائٹر(، پرسنل کمیونیکیشن، 30 اگست 2017 کو دنیا نیوز آفس میں

بندورا، A. سوچ اور عمل کی سماجی بنیادیں :ایک سماجی علمی نظریہ، اینگل ووڈ کلفس، این جے، پرینٹس ہال، انکارپوریٹڈ جوشی، یو۔(2002) ۔ میڈیا ریسرچ کراس سیکشنل تجزیہ،) پہلا ایڈیشن) (مصنفین پریس، دہلی،(1986 ، صفحہ19 ،20 ،06 ۔

بختیار احمد) پروڈیوسر، مصنف(، ذاتی رابطہ، 2 ستمبر 2017 کو انٹرویو لینے والے کی رہائش گاہ، کراچی میں

R. ،Boyatzis کوالیٹیٹو انفارمیشن : تھیمیٹک اینالیسس اینڈ کوڈ ڈیولپمنٹ،) سیج پبلیکیشنز،(1998

بلال زبیدی، ڈاکٹر ریاض احمد شیخ، پاکستان میں ترقی پسند سوچ کا عروج و زوال :پی ٹی وی ڈرامہ روایت کا اندازہ، جون - جون2013 ،JISR-MSSE ، جلد11 ، فائل سے حاصل کیا گیاC:/Users/user/Downloads/1401MSsS02.pdf///:

ڈان اخبار، سٹی صفحہ4 ، محمد حسین خان، تیسرا عالمی مشاعرہ، اس سے ماخوذ302081 https://www.dawn.com/news/ :

فصیح باری خان) اسکرپٹ رائٹر(، پرسنل کمیونیکیشن، 13 ستمبر 2017 اے آر وائی آفس، کراچی میں

فٹزجیرالڈ، ایم آر ماس میڈیا میں اقلیتوں کے ارتقائی مراحل :امریکی انڈین ٹیلی ویژن کی نمائندگی کے لیے کلارک کے ماڈل کی ایک درخواست۔ جرنل آف کمیونیکیشن، 21(4)۔384 -367 ۔

(2010) - DOI: 10.1080/10646175.2010.51965151۔

Gerbner, G., Gross, l., Morgan, M. and Signorielli, N. کے سیاسی ارتباط

ٹیلی ویژن دیکھنا۔ عوامی رائے سہ ماہی،(1)48 ،283-300 ۔

(1984)۔DOI: 10.1093/poq/48.1B.283

گریگ گیسٹ، ارون بنس، لورا جانسن :کتنے انٹرویوز کافی ہیں؟ ڈیٹا سیچوریشن اور تغیر پذیری کے ساتھ ایک تجربہ۔ 1) فروری(2006 سے حاصل کیا گیاhttp://journals.sagepub.com/doi/abs/10.1177/1525822X05279903 :

حسن، اے جیو اور سٹار پلس ڈراموں اور ناظرین کے تاثرات کی نمائش، ماسٹرز تھیسس،) سرگودھا :شعبہ ابلاغیات، یونیورسٹی آف سرگودھا،(2008

حسینہ معین) اسکرپٹ رائٹر(، پرسنل کمیونیکیشن، 15 اگست 2017 انجمن ترقی اردو پاکستان آفس، کراچی میں

ابن آس) اسکرپٹ اور فکشن رائٹر(، پرسنل کمیونیکیشن، 10 اکتوبر 2017 کو الشمس پلازہ آفس، کراچی میں

کاظم پاشا) ڈرامہ ڈائریکٹر(، پرسنل کمیونیکیشن، 20 اگست 2017 کو انٹرویو لینے والے کی رہائش گاہ، کراچی میں

مصطفی شرجیل، 17) اپریل :(2014 پاکستانی ڈرامہ، ڈان امیجز پیج، اس سے ماخوذ1100379 https://www.dawn.com/news/ :

ناصر اے، یہ پی ٹی وی ہے، پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن،(2012)

نواز، ایم ماس کمیونیکیشن :این انٹروڈکشن ٹو انفارمیشن ریولیشن، تھیوریز، سکلز اینڈ پریکٹس) ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد، پاکستان،(2006 ، صفحہ202

نور الہدی شاہ) اسکرپٹ، افسانہ نگار کالمسٹ(، پرسنل کمیونیکیشن، 18 جولائی، 2017 بول نیٹ ورک آفس، کراچی میں

سمیرا فاضل) اسکرپٹ رائٹر(، ٹیلی فونک کمیونیکیشن، 10 ستمبر 2017 ٹیر، بصری اور زبانی جنسی ٹیلی ویژن کے مواد کے ایل ڈی ایفیکٹس اور رویوں اور عقائد پر سمجھی جانے والی حقیقت پسندی۔ دی جرنل آف سیکس ریسرچ،42 ،P.130-137 ۔

(2005)۔DOI: 10.1080/00224490509552266

ٹرولر، پی .انویسٹی گیٹنگ دی میڈیا) لندن :کولنز،(1988